امانت

فتح مکہ کے دن اللہ کے رسول ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے، طواف کیا اور کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ کو بلایا۔ ان سے کعبہ کی کنجی لی اور کعبہ میں داخل ہوئے۔ دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ» یعنی اللہ جو اکیلا ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور سارے جتھوں کو ہرایا۔۔۔۔ جب آپ مسجد میں بیٹھ گئے تو حضرت علی ابن ابی طالب نے گزارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ سقایہ اور حجابہ کی ذمہ داری ایک ہی شخص کو سونپ دیجئے۔ آپ ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو طلب فرمایا، لوگ بلا کر لائے تو آپ عثمان بن طلحہ سے مخاطب ہوئے اور کہا: یہ لو اپنی کنجی۔ آج کا دن نیکی اور وفا کا دن ہے۔ (سیرت ابن ہشام) اسی پس منظر میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ﴿٥٨﴾ ﴾ (النساء: ٥٨) ترجمہ: مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو، رسول اللہ ﷺ نے سقایہ اور حجابہ کی ذمہ داریوں کو ضم کرنے کی حضرت علی کی گزارش کو نظر انداز کر کے عثمان بن طلحہ کو کعبہ کی کلید عطا فرمائی اور امانت اس کے حق دار کو سونپنے کی ایک مثال قائم فرمائی۔

امانت کیا ہے؟:

حقوق کی ادائیگی اور انہیں ضائع ہونے سے بچانے کو امانت کہتے ہیں۔ ایک مومن امانت کی ادائیگی پر کمربستہ رہتا ہے، سارے حقوق ادا کرتا ہے۔ حرام سے بچتا بچاتا اور لوگوں کی دی ہوئی اشیاء کی حفاظت اور مفوضہ ذمہ داریوں کو ادا کرتا ہے۔ امانت داری اسلام کے نظام اخلاق کی بنیاد ہے۔ یہ ایک ایسی عظیم ذمہ داری ہے جس کی ادائیگی کا اقرار انسان نے ابتدائے آفرینش ہی میں کیا ہے جب کہ دوسری مخلوقات نے اس بارِ عظیم کو اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ ﴾ (الأحزاب: ٧٢) ترجمہ: ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اُسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اُسے اٹھالیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے امانت داری کو ایمان کی دلیل قرار دیا ہے، فرمایا: «لَا

إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ» جو امانت دار نہیں وہ ایمان سے خالی اور جو عہد کا پابند نہیں وہ دین سے خالی ہے۔(أحمد)

امانت کی شکلیں:

* عبادت میں امانت: امانت داری کی شکل یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے۔ فرائض کی ادائیگی جیسے کہ کرنی چاہیئے، کرے۔

* اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں، صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں ان کے استعمال میں امانت کا خیال رکھے۔ ان کا غلط استعمال نہ کرے کہ اللہ کے غضب کا سزاوار قرار پائے اور نہ انہیں ضائع کرے۔

* چیزوں میں امانت: لوگوں نے جو قیمتی اشیاء یا نقد رقمیں دے رکھی ہوں انہیں حفاظت سے رکھا جائے۔ ان کے مالک جب طلب کریں تو من وعن واپس کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نبوت سے قبل اپنی قوم میں صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ لوگوں کا مال اپنے پاس حفاظت سے رکھتے تھے اور اس میں ذرہ برابر خیانت نہ کرتے تھے۔ حتی کہ جب مکہ کے لوگوں نے آپ کے قتل کا فیصلہ کیا اس وقت بھی ان کی امانتیں رسول اللہ ﷺ کے پاس محفوظ تھیں۔ آپ کو اپنے قاتلین کی امانتوں کا اتنا خیال تھا کہ ان کی واپسی کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہ امانتیں انہیں واپس کر کے مدینہ آجانا۔

* مفوضہ ذمہ داریوں میں امانت یہ ہے کہ انہیں طے شدہ وقت میں بہتر انداز سے کیا جائے، کوئی حیل وحجت نہ کی جائے اور کام معیار کے مطابق کیا جائے۔

* کلام میں امانت کا مفہوم ومطلوب یہ ہے کہ فضول گوئی سے پرہیز کیا جائے۔ سچ بولا جائے۔ ناپ تول کر بولا جائے۔ ایک صحیح لفظ انسان کو جنت میں پہنچا دیتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي ٱلسَّمَآءِ ﴿٢٤﴾ ﴾ (إبراهيم: ٢٤) ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کلمۂ طیبہ کو کس چیز سے مثال دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں. اور ایک ہی لفظ سے انسان جہنم خرید سکتا ہے۔

فرمایا: ﴿ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ ٱجْتُثَّتْ مِن فَوْقِ ٱلْأَرْضِ مَا لَهَا مِن قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ ﴾ (إبـــراهيم: ٢٦) ترجمہ: اور کلمۂ خبیثہ کی مثال ایک بد ذات درخت کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے، اس کے لیے کوئی استحکام نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لفظ کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک آدمی اللہ کی پسند کا ایک لفظ بولتا ہے اور اسے نہیں معلوم کی اس کی تاثیر کیا ہوتی ہے۔ وہ اللہ کے یہاں اس لفظ کی وجہ سے محبوب اور پسندیدہ لکھ دیا جاتا ہے (مالک) گویا ہر لفظ امانت ہے، نہ اسے ضائع ہونا چاہیئے اور نہ ہی اس کا غلط استعمال ہونا چاہیئے کیوں کہ اس کے نتائج بہت گہرے ہوتے ہیں۔

* ہر انسان دنیا میں کوئی نہ کوئی حیثیت رکھتا ہے مثلاً یا تو وہ باپ ہے یا ماں ہے یا اولاد ہے۔ پھر وہ حاکم اور امیر بھی ہو سکتا ہے اور محکوم و مامور بھی۔ اس اعتبار سے اس کے فرائض طے ہوتے ہیں۔ یہ فرائض امانت ہیں، ان کی بہتر طور سے ادائیگی امانت داری کا تقاضا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا، وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلاَ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ» تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے، ہر ایک کو اپنی ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دینی چاہیئے۔ اگر وہ امیر ہے تو اس سے لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ہے۔ اس سے اس کے گھر والوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے۔ ایک غلام اپنے مالک کے مال کے بارے میں جوابدہ ہے۔ غرض یہ کہ ہر ایک اپنی اپنی جگہ ذمہ دار اور مسؤل ہے۔ (متفق علیہ)

* رازوں میں امانت داری: آدمی پر جب بھروسہ کر کے کوئی بات بتائی جائے تو اسے چاہیئے کہ اس راز کی حفاظت کرے اور اسے افشاء نہ کرے۔ یہی امانت داری کا تقاضا ہے۔

* تجارت میں امانت یہ ہے کہ وہ کسی کو دھوکہ نہ دے۔ اگر مال میں کوئی خرابی یا نقص ہو تو اسے بتا دے۔ ایک آدمی غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور ڈھیر میں ہاتھ ڈال دیا۔ معلوم ہوا کہ بھیگا ہوا ہے۔ آپ نے

اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بارش میں بھیگ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ دیکھ کر لیتے۔ جو دھوکہ سے کام لے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

امانت کی فضیلت: امانت سر تا سر بھلائی ہے، اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امانت داروں کی قرآن میں تعریف فرمائی ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ هُمْ لِأَمَـٰنَـٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَٰعُونَ ﴿٣٢﴾﴾ (المعارج: ٣٢) ترجمہ: جو اپنی امانتوں کی حفاظت اور اپنے عہد کا، پاس کرتے ہیں. آخرت کی کامیابی امانت داروں ہی کو حاصل ہو گی اور وہی جنت کے حق دار ہوں گے. جو امانت کا خیال نہیں رکھتے انہیں خائن کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بری صفت ہے جسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾﴾ (النساء: ١٠٧) ترجمہ: اللہ کو ایسا شخص پسند نہیں ہے جو خیانت کار اور معصیت پیشہ ہو۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَخُونُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ وَتَخُونُوٓا۟ أَمَـٰنَـٰتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾﴾ (الأنفال: ٢٧) ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت نہ کرو، رسول اللہ ﷺ نے خیانت سے منع کرتے ہوئے فرمایا: «أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ» جو تمہیں امانت دار بنائے اس کی امانت ادا کرو اور جو تمہاری خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو۔ (ابو داؤد، احمد، ترمذی) خیانت ایک گھناؤنا فعل ہے۔ کسی بھی معاشرہ میں خیانت کرنے والوں کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ آخرت میں خیانت کا بدلہ جہنم ہے۔ شرمندگی اور ندامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُنْصَبُ بِغَدْرَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» ہر دھوکے باز کا قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ (متفق علیہ) جس طرح امانت ایمان کی علامت ہے اسی طرح خیانت نفاق کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بولے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (متفق علیہ) اللہ تعالی ہر قسم کی خیانت سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔